از عدالتِ عظمیٰ

تاریخ فیصلہ: 5 فروری 1958

سنتوش کمار

بنام

بھائی مول سنگھ

(ایس آر داس چیف جسٹس وینکٹارامائر، اے کے سرکار اور ویوین بوس جسٹس صاحبان)

نگوشیبل انسٹرومنٹس-سرسری دعوای بابت چک عدم ادائگی—دفاع کی اجازت کے لیے درخواست—معاملہ قابل سماعت—دستاویزی شہادت پیش کرنے میں ناکامی—اگر دفاع کو مبہم اور حقیقی نہیں بناتا ہے—مشروط اجازت کی منظوری—عدالت کا فیصلہ، مداخلت—مجموعہ ضابطہ دیوانی، آرڈرXXXVII، قوائد2اور3۔

مدعاعلیہ نے اپیل کنندہ کے خلاف مجموع ضابطہ دیوانی کے آرڈرXXXVII کے تحت مدعاعلیہ کے حق میں اپیل کنندہ کے ذریعے تیار کردہ 60,000روپے کے چیک کی بنیاد پر مقدمہ دائر کیا جس کی بینک کو پیش کرنے پر منسوخ کیا گیا تھی، اپیل کنندہ نے آرڈرXXXVII کے قاعدہ 3 کے تحت مقدمے میں پیش ہونے اور اس کا دفاع کرنے کی اجازت کے لیے اس بنیاد پر درخواست کی کہ چیک صرف فراہم کردہ سامان کی قیمت کے لیے یک جدی کے طور پر دیا گیا تھا، کہ سامان کی ادائیگی نقد ادائیگیوں اور دیگر چیک کے ذریعے کی گئی تھی اور اس وجہ سے زیر بحث چیک کام آیا تھا۔عدالت نے فیصلہ دیا کہ دفاع نے ایک قابل سماعت مسئلہ اٹھایا لیکن دفاع مبہم تھا اور مخلصانہ نہیں تھا کیونکہ اپیل کنندہ نے اپنے دعووں کو ثابت کرنے کے لیے کوئی ثبوت پیش نہیں کیا تھا اور اس کے نتیجے میں اپیل کنندہ کو مقدمے کی رقم اور مقدمے کے اخراجات کے لیے یک جدی دینے کی شرط پر مقدمے کا دفاع کرنے کی اجازت دے دی گئی تھی۔

قرار پایا گیا کہ شرط کا نفاذ غیر قانونی تھا اور اپیل کنندہ ضمانت دیے بغیر مقدمے کا دفاع کرنے کا حقدار تھا۔ضابطہ اخلاق کے حکم XXXVII کے تحت خصوصی طریقہ کار کا مقصد یہ دیکھنا ہے کہ

Ilyas Ahmed Pandit
2024.09.02 16:41
I attest to the accuracy and integrity of this document

مدعاعلیہ غیر معقول اور بیکار دفاع اٹھاتے ہوئے قانونی چارہ جوئی کو غیر ضروری طور پر طول نہ دے، معیار یہ دیکھنا ہے کہ آیا دفاع ایک حقیقی مسئلہ اٹھاتا ہے نہ کہ جعلی، اس معنی میں کہ، اگر مدعاعلیہ کی طرف سے مبینہ حقائق قائم ہو جاتے ہیں، تو ان حقائق پر ایک اچھا، یا یہاں تک کہ ایک معقول دفاع ہو گا۔ اگر عدالت اس بارے میں مطمئن ہے، تو اجازت دی جانی چاہیے اور غیر مشروط طور پر دی جانی چاہیے،

مزید قرار پایا گیا کہ عدالت نے اس بنیاد پر ضمانت دینے کی شرط عائد کرنے میں غلطی کی کہ دستاویزی شہادت پیش کرنے کی کمی کی وجہ سے دفاع مبہم تھا اور مخلصانہ نہیں تھا کیونکہ ثبوت کا مرحلہ اپیل اور دفاع کی اجازت کے بعد ہی صنعتی عمل سکتا ہے۔ اگرچہ عدالت کو شرائط عائد کرنے کے بارے میں صوابدید دی گئی ہے لیکن اس کا استعمال عدالتی اور فطری انصاف کے اصول کے مطابق کیا جانا چاہیے، اگر صوابدید کا استعمال من مانی طور پر کیا جاتا ہے، یا اس کے استعمال کو کنٹرول کرنے والے اصولوں کی غلط فہمی پر مبنی ہے، تو مداخلت کا مطالبہ کیا جاتا ہے اگر اس کے نتیجے میں انصاف کی ناکامی ہوئی ہے،

اپیلیٹ دیوانی کا دائرہ اختیار: دیوانی اپیل نمبر 96، سال 1957۔

خصوصی اجازت کے تحت اپیل، پنجاب ہائی کورٹ (سرکٹ بنچ) دہلی کی 17 دسمبر 1956 کی فیصلے اور حکم سے، دیوانی متفرقہ نمبر D-896، سال 1956، جو کہ دہلی کے کمرشل سب آرڈینیٹ جج کی 1 نومبر 1956 کی فیصلے اور حکم سے پیدا ہوئی، مقدمہ نمبر 264، سال 1956، کے تحت آرڈر XXXVII، مجموعہ ضابطہ دیوانی کے تحت

اپیل کنندہ کی طرف سے اے وی وشوناتھ شاستری اور نونیت لال۔

بکھشی گرچرن سنگھ اور سردار سنگھ، مدعاعلیہ کی طرف سے۔

5.1958 فروری۔

عدالت کا مندرجہ ذیل فیصلہ بوس جسٹس نے دیا۔

مدعاعلیہان، سنتوش کمار اور ناردرن جنرل ایجنسیوں کو اپیل کرنے کی خاص اجازت دے دی گئی۔ مدعی نے مقدمہ دائر کیا جس میں سے اپیل مدعاعلیہان کی طرف سے مدعی کے حق میں 60,000 روپے کے چیک کی بنیاد پر اٹھتی ہے اور جسے بینک میں پیش کرنے پر بے منسوخ کیا گیا تھا۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.09.02 16:41
I attest to the accuracy and
integrity of this document

یہ مقدمہ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے آرڈرXXXVII کے تحت کمرشل ماتحت جج، دہلی کی عدالت میں دائر کیا گیا تھا۔

مدعاعلیہان نے اس حکم کے قاعدہ 3 کے تحت مقدمے کا دفاع کرنے کے لیے اجازت کے لیے درخواست دی۔

فاضل ٹرائل جج نے قرار پایا کہ

"مدعاعلیہان کی طرف سے اٹھایا گیا دفاع ایک معاملہ قابل سماعت اٹھاتا ہے،" لیکن انہوں نے مزید کہا کہ مدعاعلیہان

"مثل پر کچھ بھی نہیں رکھا ہے تاکہ یہ ظاہر ہو کہ دفاع ایک حقیقی تھا۔

اس کے مطابق، اس نے مدعاعلیہان کو اجازت دی

"دعوای بابت رقم اور سوٹ کے اخراجات کی حد تک ضمانت دینے کی شرط پر مقدمہ پیش ہونا اور اس کا دفاع کرنا۔"

مدعاعلیہان نے جائزے کے لیے درخواست دی لیکن ناکام رہے۔ اس کے بعد انہوں نے آئین کے آرٹیکل 227 کے تحت پنجاب عدالت عالیہ کے دہلی سرکٹ بنچ میں درخواست دی اور پھر ناکام ہو گئے۔ نتیجے کے طور پر، انہوں نے آرٹیکل 136 کے تحت یہاں درخواست دی اور انہیں خصوصی اجازت دی گئی۔

پہلی سرزنش میں، آرڈرXXXVII، قاعدہ2(2)، عدالت انصاف میں مدعی کے معمول کے حقوق کو یکسر کم کرنے کے لیے ظاہر ہوتا ہے، یعنی مقدمہ دائر ہونے پر اور جب مقدمہ چلایا جائے تو حق کے طور پر پیش ہونا اور اپنا دفاع کرنا، کیونکہ اس میں کہا گیا ہے کہ جب ذیلی قاعدہ (1) کی توضیعات کے تحت تبادلے کے بل، ہنڈی یا وعدے کے نوٹ پر مقدمہ دائر کیا جاتا ہے۔ مدعاعلیہ اس وقت تک مقدمے میں پیش نہیں ہوگا یا اس کا دفاع نہیں کرے گا جب تک کہ وہ کسی جج سے اجازت حاصل نہ کرے جیسا کہ اس کے بعد پیش ہونے اور دفاع کے لیے فراہم کیا گیا ہے۔"

لیکن اس کی سختی کو قاعدہ3(1) کے ذریعے نرم کیا جاتا ہے جس کی وجہ سے عدالت پر یہ واجب ہوتا ہے کہ وہ وہاں مقرر کردہ شرائط پوری ہونے پر اجازت دے۔ شق (1) اس طرح ہے۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.09.02 16:41
I attest to the accuracy and integrity of this document

"عدالت، مدعاعلیہ کی درخواست پر، پیش ہونے اور مقدمے کا دفاع کرنے کی اجازت دے گی، حلف نامے پر جو ایسے حقائق کو ظاہر کرتے ہیں جو محکوم پر غور کو ثابت کرنا واجب بناتے ہیں، یا ایسے دیگر حقائق جو عدالت درخواست کی حمایت کرنے کے لیے کافی سمجھتی ہے۔"

لیکن جلد ہی قاعدہ 2(2) میں عدالت کو دی گئی وسیع صوابدید کو قاعدہ 3(1) کے ذریعے تنگ کر دیا جاتا ہے اس کے بجائے اسے دوبارہ قاعدہ 3(2) کے ذریعے دوسری سمت میں بڑھا دیا جاتا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ

"دفاع کی اجازت غیر مشروط طور پر دی جا سکتی ہے یا اس طرح کی قیود کے تابع ہو سکتی ہے کہ عدالت کو ضمانت، ڈھانچہ اور قلمبند کرنے کی تنقیحات کے مسائل یا دوسری صورت میں ادائیگی کی جائے جو عدالت مناسب سمجھے۔"

مدعی کے فاضل وکیل کا استدلال ہے کہ قاعدہ 3(2) کے ذریعے اس طرح دی گئی صوابدید بلا روک ٹوک ہے اور چونکہ فاضل ٹرائل جج کے ذریعے صوابدید کا استعمال کیا گیا ہے اس لیے اس کے خلاف کوئی اپیل نہیں کی جا سکتی جب تک کہ "انصاف کی سنگین غلطی یا قانون کی کھلم کھلا تبدیلی" نہ ہو اور وہ ڈی این بنرجی بنام پی آر مکھرجی([1]) اور واریم سنگھ بنام امرناتھ([2]) کا حوالہ دیتے ہیں۔

اب ہم یہاں جس چیز کا جائزہ لے رہے ہیں وہ طریقہ کار کے قوانین ہیں۔ جس جذبے کے ساتھ طریقہ کار کے بارے میں سوالات سے رجوع کیا جانا چاہیے اور جس طریقے سے ان سے متعلق قوانین کی تشریح کی جانی چاہیے، وہ سنگرام سنگھ بنام الیکشن ٹریبونل، کوٹہ، بھوری لال بیا([3]) میں بیان کیے گئے ہیں۔

"اب طریقہ کار کے ضابطے کو اس طرح سمجھا جانا چاہیے۔ یہ ایک طریقہ کار ہے، جو انصاف کو آسان بنانے اور اس کے مقاصد کو آگے بڑھانے کے لیے بنایا گیا ہے؛ سزا اور سزا دہی کے لیے تعزیراتی قانون سازی نہیں؛ ایسی چیز نہیں جو لوگوں کو پریشان کرنے کے لیے بنائی گئی ہو۔ ایسے دفعات کی بہت زیادہ تکنیکی تعمیر جو تشریح کی معقول لچک کے لیے کوئی گنجائش نہیں چھوڑتی ہے اس لیے اس کے خلاف حفاظت کی جانی چاہیے (بشرطیکہ ہمیشہ دونوں فریقوں کے ساتھ انصاف کیا جائے) ایسا نہ ہو کہ انصاف کے حصول کے لیے بنائے گئے ذرائع ہی اسے مایوس کرنے کے لیے استعمال کیے جائیں۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.09.02 16:41
I attest to the accuracy and integrity of this document

اس کے بعد، ذہن میں یہ حقیقت ہمیشہ موجود رہنی چاہیے کہ ہمارے طریقہ کار کے قوانین فطری انصاف کے اس اصول پر مبنی ہیں جس کے تحت یہ ضروری ہے کہ مردوں کی بلا سنی مذمت نہ کی جائے، ان کے پیچھے یہ فیصلے نہ لیے جائیں کہ ان کی زندگیوں اور املاک کو متاثر کرنے والی کارروائی ان کی غیر موجودگی میں جاری نہ رہے اور انہیں ان میں حصہ لینے سے روکا نہ جائے۔ یقیناً مستثنیات ضرور ہونے چاہئیں اور جہاں ان کی واضح طور پر وضاحت کی گئی ہو انہیں نافذ کیا جانا چاہیے۔ لیکن بڑے پیمانے پر، اور اس فقرہ کے تابع، ہمارے طریقہ کار کے قوانین کو، جہاں بھی معقول طور پر ممکن ہو، اس اصول کی روشنی میں سمجھا جانا چاہیے۔"

موجودہ کیس پر لاگو، ان مشاہدات کا مطلب یہ ہے کہ اگرچہ عدالت کو صوابدید دی گئی ہے لیکن اسے عدالتی خطوط پر استعمال کیا جانا چاہیے، اور اس کا مطلب یہ ہے کہ فطری انصاف کے اصول کے مطابق جو ہمارے قوانین کی بنیادیں بناتے ہیں۔ یہ اصول، جہاں تک وہ موجودہ معاملے کو چھوتے ہیں، سب کو معلوم ہیں اور متعدد معاملات میں طے اور پیروی کی گئی ہے۔

جس فیصلے کا اکثر حوالہ دیا جاتا ہے وہ انگلینڈ میں ہاؤس آف لارڈز کا فیصلہ ہے جہاں اسی طرح کا اصول رائج ہے۔ یہ جیکبز بنام بوتھ کی ڈسٹلری کمپنی ہے([1])۔ 1901 میں فیصلہ سنایا گیا۔ محترم القام نے کہا کہ جب بھی دفاع کوئی "قابل سماعت مسئلہ" اٹھاتا ہے، تو اجازت دی جانی چاہیے، اور بعد کے معاملات میں کہا جاتا ہے کہ جب ایسا ہوتا ہے تو اسے غیر مشروط طور پر دیا جانا چاہیے، بصورت دیگر اجازت فریب ہو سکتی ہے۔ مثال کے طور پر انگلینڈ میں پووسز چینی بینک زویاز کووی ڈبلیو پولوسی بنام پاروس([2]) اور بھارت میں سندرم چیٹیار بنام ویلی اماں([3]) دیکھیں۔ "قابل سماعت تنازعہ" جائزے کو اپنانے والے دیگر معاملات میں کرن مووی داسی بنام جے چڑجی([4])، اور گوپال راؤ بنام سبّاراؤ([5]) شامل ہیں۔

مدعی مدعاعلیہ کے وکیل نے اوون گوپال راؤ بنام سبّاراؤ([5])، منوہر لال بنام ننھے مل([6])، اور شیب کرن داس بنام محمد صادق([7]) پر انحصار کیا۔ ہمیں ان کے بارے میں بس اتنا کہنے کی ضرورت ہے کہ اگر عدالت کی رائے ہے کہ دفاع مخلصانہ نہیں ہے، تو وہ شرائط عائد کر سکتی ہے اور دفاع کی اجازت سے انکار کرنے سے منسلک نہیں ہے۔ ہم مدراس کیس میں جسٹس ورادا چاریار سے اتفاق کرتے ہیں کہ عدالت کے پاس ایک مناسب کیس میں اس کے لیے یہ تیسرا راستہ کھلا ہے۔ لیکن یہ اس نتیجے پر نہیں پہنچ سکتا کہ دفاع من مانی طور پر بے بنیاد نہیں ہے۔ یہ کسی بھی دوسرے معاملے کی

Ilyas Ahmed Pandit
2024.09.02 16:41
I attest to the accuracy and
integrity of this document

طرح اس طرح کے نتیجے پر پہنچنے میں عدالتی قوانین اور عدالتی طریقہ کار کا پابند ہے۔ان مقدمات کے حقائق کا جائزہ لینا غیر ضروری ہے کیونکہ وہ ہمارے سامنے اپیل میں نہیں ہیں۔ہم صرف اصول کے بارے میں فکر مند ہیں۔

صوابدید کو متاثر کرنے والے معاملات میں سخت اور تیز قوانین کا تعین کرنا ہمیشہ ناپسندیدہ اور درحقیقت ناممکن ہوتا ہے۔لیکن اس قسم کے ایک خاص طریقہ کار کی وجہ کو سمجھنا ضروری ہے تاکہ صوابدید کو مناسب طریقے سے استعمال کیا جاسکے۔اس مقصد کی وضاحت کیشوان بنام ساؤتھ بھارتیہ بینک لمیٹڈ ([1]) میں کی گئی ہے، اور سندرم چیٹیار بنام ویلی اماں (اوپر) میں زیادہ تفصیل سے جانچ کی گئی ہے، جس کا ہم نے ابھی حوالہ دیا ہے۔بڑے پیمانے پر، مقصد یہ دیکھنا ہے کہ مدعاعلیہ غیر ضروری طور پر قانونی چارہ جوئی کو طول نہیں دیتا ہے اور مدعی کو ایسے معاملات میں ناقابل قبول اور فضول دفاع اٹھا کر ابتدائی ڈگری حاصل کرنے سے روکتا ہے جہاں تجارت اور تجارت کے مفادات میں تیز فیصلے مطلوب ہیں۔لہذا، عام طور پر، معیار یہ دیکھنا ہے کہ آیا دفاع ایک حقیقی مسئلہ اٹھاتا ہے نہ کہ جعلی۔اس معنی میں کہ، اگر مدعاعلیہ کی طرف سے مبینہ حقائق قائم ہو جاتے ہیں تو ان حقائق پر ایک اچھا، یا یہاں تک کہ ایک معقول، دفاع ہو گا۔

اب، یہاں کیا حیثیت ہے؟ مدعاعلیہان نے چیک پر عمل درآمد کا اعتراف کیا لیکن استدعا کی کہ یہ صرف سامان کی قیمت کے لیے یک جدی کے طور پر دیا گیا تھا جو مدعی نے مدعاعلیہان کو فراہم کیا تھا۔انہوں نے کہا کہ ان سامان کی ادائیگی وقتاً فوقتاً کی جانے والی نقد ادائیگیوں اور دیگر چیک کے ذریعے کی جاتی تھی اور اس لیے مقدمے میں موجود چیک کا مقصد ختم ہو چکا تھا اور اب اسے واپس کر دیا جانا چاہیے۔انہوں نے صحیح تاریخیں متعین کیں جن پر ان کے مطابق ادائیگیاں کی گئیں اور چیک کے نمبر دیے۔

اس نے فوری طور پر حقیقت کا ایک مسئلہ اٹھایا، جس کی سچائی اور نیک نیتی کی جانچ صرف شواہد میں جا کر کی جا سکتی ہے اور جیسا کہ ہم نے نشاندہی کی ہے، فاضل ٹرائل جج نے فیصلہ دیا کہ اس دفاع نے ایک قابل سماعت مسئلہ اٹھایا ہے۔لیکن اس نے مؤقف اختیار کیا کہ مدعاعلیہان کے لیے حلف نامے کے ساتھ اپنے دعووں کی پشت پناہی کرنا کافی نہیں تھا۔انہیں ایسی تحریریں اور دستاویزات بھی پیش کرنی چاہئیں تھیں جو ان کے بقول ان کے قبضے میں تھیں اور جن پر انہوں نے زور دیا کہ یہ ثابت

Ilyas Ahmed Pandit
2024.09.02 16:41
I attest to the accuracy and
integrity of this document

ہو گا کہ ان کے دفاع میں مذکور چیک اور ادائیگیاں مقدمے میں چیک کی ادائیگی میں دی گئی تھیں۔
اور انہوں نے کہا:

"ان دستاویزات کی عدم موجودگی میں، مدعاعلیہان کا دفاع غیر معینہ مدت کے دعووں پر مشتمل مبہم معلوم ہوتا ہے...................................۔"

یہ ایک حیران کن نتیجہ ہے۔ بیان حلفی میں دیے گئے حقائق واضح اور درست ہیں، دفاع شاید ہی اس سے زیادہ واضح ہو سکتا تھا۔ ہمیں یہ دیکھنا مشکل لگتا ہے کہ کس طرح ایک دفاع جو، اس کے چہرے پر واضح ہے، صرف اس وجہ سے مبہم ہو جاتا ہے کہ جس ثبوت کے ذریعے اسے ثابت کیا جانا ہے وہ دفاع کے وقت فائل پر نہیں لایا جاتا ہے۔

فاضل جج یہ دیکھنے میں ناکام رہا ہے کہ ثبوت کا مرحلہ صرف اس وقت آسکتا ہے جب مدعاعلیہ کو پیشی میں داخل ہونے اور مقدمے کا دفاع کرنے کی اجازت دی جائے، اور یہ کہ دفاع کی نوعیت کا تعین اس وقت کیا جانا چاہیے جب بیان حلفی داخل کیا جائے۔ اس مرحلے پر عدالت کو صرف اتنا طے کرنا ہے کہ آیا "اگر مدعاعلیہ کی طرف سے مبینہ گئے حقائق مناسب طریقے سے ثابت ہو جاتے ہیں" تو وہ مدعی کے دعوے کا ایک اچھا، یا یہاں تک کہ ایک معقول جواب دینے کے متحمل ہوں گے۔ ایک بار جب عدالت اس بارے میں مطمئن ہو جاتی ہے، تو اجازت کو روکا نہیں جا سکتا اور شرائط عائد کرنے کے بارے میں کوئی سوال پیدا نہیں ہو سکتا؛ اور ایک بار اجازت مل جانے کے بعد، مقدمے کا معمول کا طریقہ کار، جہاں تک شہادت اور ثبوت جاتا ہے، حاصل ہوتا ہے۔

عدالت عالیہ کے جج یہ سوچنے میں بھی غلطی کرتے ہیں کہ جب دفاع اچھا اور درست ہو تب بھی شرائط عائد کی جا سکتی ہیں۔ جیسا کہ ہم نے وضاحت کی ہے، شرائط عائد کرنے کا اختیار صرف اس بات کو یقینی بنانے کے لیے ہے کہ فوری سماعت تیز ہو۔ اگر یہ یقین کرنے کی وجہ ہے کہ مدعاعلیہ قانونی چارہ جوئی کو طول دینے اور فوری سماعت سے بچنے کی کوشش کر رہا ہے، تو شرائط عائد کی جا سکتی ہیں، لیکن اس نتیجے پر صرف اس وجہ سے نہیں پہنچا جا سکتا کہ مدعاعلیہ اپنا ثبوت پیش نہیں کرتا ہے اس سے پہلے کہ اسے بتایا جائے کہ وہ کارروائی کا دفاع کر سکتا ہے۔

ہم ان فیصلوں پر شک نہیں کرنا چاہتے جو یہ فیصلہ کرتے ہیں کہ عام طور پر صوابدیدی کے استعمال کے خلاف اپیل پر غور نہیں کیا جائے گا جو مضبوط عدالتی خطوط پر استعمال کیا گیا ہے۔ لیکن اگر صوابدید کا استعمال من مانی طور پر کیا جاتا ہے، یا ان اصولوں کی غلط فہمی پر مبنی ہے جو اس کی مشق کو

Ilyas Ahmed Pandit
2024.09.02 16:41
I attest to the accuracy and
integrity of this document

کنٹرول کرتے ہیں، تو مداخلت کا مطالبہ کیا جاتا ہے اگر اس کے نتیجے میں انصاف کی ناکامی ہوئی ہے۔ جیسا کہ ہم کہہ چکے ہیں، اس نتیجے پر پہنچنے کے لیے جو واحد بنیاد دی گئی ہے کہ دفاع مخلصانہ نہیں ہے وہ یہ ہے کہ مدعاعلیہ نے اپنا دفاع کرنے کی اجازت دینے سے پہلے اپنے دعووں کو ثابت نہیں کیا؛ اور اگر کسی ایسے شخص کے خلاف فیصلہ داخل کیا جائے تو انصاف کی واضح ناکامی ہوتی ہے، جسے اگر اپنا مقدمہ ثابت کرنے کی اجازت دی جائے تو وہ کامیاب نہیں ہو سکتا۔ اس کے مطابق، یہاں مداخلت کی ضرورت ہے۔

اپیل کی منظوری ہے۔ ہم عدالت عالیہ اور فاضل ٹرائل جج کے احکامات کو کالعدم قرار دیتے ہیں اور مدعاعلیہان کی طرف سے اٹھائے گئے مسائل کی سماعت کے لیے کیس کو پہلی عدالت میں بھیج دیتے ہیں۔ اس عدالت میں اپیل گزاروں کے اخراجات مدعاعلیہ ادا کرے گا جو یہاں ناکام رہا ہے۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.09.02 16:41
I attest to the accuracy and integrity of this document